

بلاسٹون بینک کاری

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ

نفع و نقصان میں منصفانہ حصّہ داری

اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پلسٹون بینک کاری میں بہت سے

ضروری مباحث شامل ہیں۔ مقامات اختلاف کے باوجود بہت سا مواد مفید اور قابلِ قدر

ہے۔ اس میں سے ایک اقتباس مندرجہ بالا عنوان سے متعلق دیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

اسلامی طرح صاحب زرہ اور کاروباری فرقہ میں جس نوعیت کا تعلق پیدا کرتا ہے اُس کی بنیاد

اس اصول پر ہے کہ اگر کاروبار میں نفع ہو تو تمام فرقہ منصفانہ طور پر اس کے حصّہ دار بنیں اور اگر خسارہ

ہو تو اُس میں بھی سب اس طرح شریک ہوں کہ جس طرح نفع میں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا

أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔ (سورة النساء آیت ۲۹)

ترجمہ:- (اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ،

لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے ہو تو مضائقہ نہیں)۔

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ کس دوسرے شخص کا مال ناجائز طریقے جیسے سود، قمار یا دھوکہ

سے ہتھیانا حرام ہے۔ اس کے برعکس باہمی رضا مندی اور منصفانہ معاملے کے ذریعے ایک دوسرے کے

مال و دولت سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔

کاروبار کا لازمی عنصر یہ ہے کہ اس میں جو سرمایہ لگایا جاتا ہے اس پر منافع کا انحصار کاروبار کی

عملی کارکردگی پر ہوتا ہے۔ اگر اس اصول کا اطلاق کاروبار کے جدید طریقوں اور سرمایہ کاری پر کیا جائے تو اس کے لیے ضروری ہوگا کہ بنکوں کے موجودہ طریق کار کو از سر نو منظم کیا جائے اور سود کے بجائے نفع نقصان میں شرکت کا اصول اختیار کیا جائے۔ نفع نقصان میں شرکت کے اصول پر بنک اور دیگر مالیاتی ادارے کاروبار میں جو سرمایہ لگائیں گے، ولس پر انہیں مقرر شرح پر سود نہیں ملے گا بلکہ وہ اس ادائیگہ کے نفع نقصان میں حصہ دار ہوں گے جسے مالی وسائل فراہم کریں۔ اس طرح جو لوگ اپنی بچتیں کسی خاص مدت کے لیے بنکوں اور دیگر مالیاتی اداروں میں جمع کروائیں گے وہ بنک کے نفع نقصان میں شریک ہوں گے۔ مقررہ شرح سے سود کے بجائے نفع نقصان میں شرکت کا اصول رائج کرنے کے نتائج بہت دور رس ہوں گے اور اگر اس اصول پر کامیابی سے عمل ہوا تو اس سے معاشرتی عدل کے قیام میں مدد ملے گی، جو ہر اسلامی معاشرے کا اولین اور بنیادی مقصد ہے۔

اگرچہ اسلامی شریعت کی نوسے نفع نقصان میں شرکت کا اصول جائز ہے اور سودی نظام کے جبر لوازمات ہیں ان کے ناپسندیدہ ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ متعدد اسباب کی بنا پر بحالات موجودہ نفع نقصان میں شرکت کے اصول کی کامیابی کے بارے میں بہت سے شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے اس تردد کی چند وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نفع و نقصان میں شرکت کے نظام کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ بنک یا کسی اور مالی ادارے سے جو کاروباری ادارہ بھی سرمایہ حاصل کرے وہ ایمان داری کے ساتھ اور ٹھیک طرح سے حساب مرتب کرے تاکہ کاروبار کی کارکردگی کا صحیح نقشہ واضح ہو سکے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ زیادہ کاروباری ادارے یا تو سرے سے حساب کتاب ہی نہیں رکھتے یا غلط طریقہ پر رکھتے ہیں اور یا پھر بیک وقت کئی کئی حسابات رکھتے ہیں، جو مختلف مقاصد کے لیے مختلف ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ کمپنیوں تک کے حسابات میں بھی جنہیں پارٹر ڈاکاؤنٹس آؤٹ کرتے ہیں، کاروبار کی صحیح کارکردگی ظاہر نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ ادارے نفع کو دبا کر اور نقصان کو بڑھا کر پیش کرتے ہیں اور بعض اوقات تو فرضی نقصان دکھا دیتے ہیں، جن طریقوں سے یہ ہیر پھیر کیا جاتا ہے ان میں بعض کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سال کے شروع میں مال کی قیمت بڑھتی ہوئی دکھاتے ہیں اور اختتام سال پر مال کی

قیمت کم دکھاتے ہیں۔

۲۔ اثاثوں کی قیمت خوب بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں تاکہ فرسودگی کی تد میں زیادہ رقم منہا ہو سکے اور اس طرح نفع کے تد میں یا تو کچھ ظاہر نہ ہو یا پھر نفع کم ہو جائے۔

۳۔ ڈائریکٹروں کے مشاہرے اور اجرتیں بہت زیادہ دکھائی جاتی ہیں اور یہ حضرات اکثر صورتوں میں کاروبار کرنے والوں کے عزیز و اقارب ہی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں حسابات کی جانچ پڑتال سے نفع و نقصان کا صحیح اندازہ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ تنقیح کنندہ حضرات اصولی اور قانونی ضوابط کی پابندی کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ کھاتوں میں مصارف کے اندراجات درست ہیں یا غلط۔

آج کل پیسارا ہیر پھیر ٹیکس سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں تا جو حضرات یہ دلیل دیتے ہیں کہ وہ ٹیکس وصول کرنے والے اداروں میں پھیلی ہوئی بد عنوانیوں کی وجہ سے دوکھاتے رکھنے پر مجبور ہیں۔ صورت جو بھی ہو اس وقت ہمارا جو اخلاقی معیار ہے اس کے پیش نظر اگر نفع نقصان میں حصہ داری کا نظام نافذ کر دیا گیا اور بلکوں اور مالی اداروں نے اس نظام کو اپنایا تو کھاتے داروں کی یہ بد عنوانیاں اور بھی زیادہ بڑھ جائیں گی۔ بلکہ یہ بھی عین ممکن ہے کہ ان مالیاتی اداروں کے افسران اور کاروباری حضرات اپنی ملی محبت قائم کر لیں۔ کیونکہ اس وقت بھی ان اداروں میں بہت سی بد عنوانیاں بیان کی جاتی ہیں۔ نفع نقصان کی تقسیم میں اس ناجائز آمدنی کے حصول کے مواقع زیادہ وسیع ہوں گے۔ اس لیے اندیشہ یہ ہے کہ ملی محبت کرنے کی تحریک زیادہ بڑھ جائے گی۔

قابل عمل طریقہ | نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کا کوئی ایسا قابل عمل طریقہ درپا کرنے کی غرض سے، جو ہمارے حالات سے مطابقت رکھتا ہو، کونسل نے ان تمام فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، جو شرکت و مضاربت کے موضوع سے تعلق رکھتی ہیں۔ جہاں تک معاہدہ شرکت کی شرائط کا تعلق ہے، اُن کی رو سے کاروبار میں شریک تمام فریق یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ منافع کی تقسیم کے لیے، اس امر کا لحاظ کیے بغیر کہ کاروبار میں ان کے لگائے ہوئے سرمائے کا تناسب کیا ہے، کسی بھی نسبت پر اتفاق کر لیں۔ لیکن جہاں تک نقصان کا تعلق ہے۔ اس کی تقسیم سختی کے ساتھ

© rasailojaraid.com

اپنی طرف سے ایک ڈائریکٹر مقرر کرنے کا اختیار ہو جو اس ادارے میں بنک کے مفاد کی حفاظت کرے۔ بنک کو یہ اختیار بھی ہو گا کہ اس کا رو بار کے سلسلے میں جس میں اس نے رقم لگائی ہے، حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرے اور کاروبار کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرے۔ جہاں تک لمیٹڈ کمپنیوں سے بنکوں کے لین دین کا تعلق ہے، بنکوں کی ذمہ داری صرف اس رقم کی حد تک محدود ہوگی جو انہوں نے مالی امداد کی صورت میں فراہم کی ہے۔ لیکن اگر بنک افراد، شرکاتی کاروبار یا دوسرے ایسے اداروں کو سرمایہ فراہم کریں گے جن کی ذمہ داری غیر محدود ہو تو بنکوں کی ذمہ داری بھی غیر محدود ہوگی۔ تاہم ایسی صورتوں میں بنک پر پابندی لگا سکتے ہیں کہ دوسرا فرق بنکوں کی سرمایہ کاری کے دوران میں کوئی مزید مالی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا اور یہ کہ اگر بنکوں کی منظوری کے بغیر ایسی کوئی ذمہ داری قبول کی گئی تو بنک اس میں شریک نہیں ہوں گے۔

چند ضروری تحفظات | ۱۔ کونسل کا خیال ہے کہ تعزیری سود کی جگہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنا ہوتا ضروری ہے جو شریعت کے مطابق بھی ہو اور لوگوں کو بروقت ادائیگی پر مجبور بھی کر سکے۔ اگر کاروبار میں نقصان ہو جائے تو بات دوسری ہے۔ ورنہ ادا نہ کرنے یا تاخیر کی شکل میں جرمانہ عائد ہونا چاہیے جو ایک خاص مدت تک بڑھتا رہے۔ لیکن جو ملنے کی رقم بنک کے بجائے حکومت کے خزانے میں جمع ہونی چاہیے تاکہ یہ سود کی شکل نہ اختیار کرنے پائے۔ تاخیر اور نادہندگی اگر بغیر معقول وجہ کے ہو تو یہ نہ صرف خیانت ہے بلکہ نئے نظام کو ناکام بنانے کے مترادف ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا کرنے والوں کو سخت ترین سزا دی جائے جس میں ان کے مالی کی ضبطی بھی شامل ہو۔ سامعہ ہی ایسے لوگوں کو بلیک لسٹ کر دینا چاہیے تاکہ یہ آئندہ کس بنک سے روپیہ نہ لے سکیں۔

۲۔ نئے نظام کی کامیابی کے لیے بنکوں کو یہ آزادی دینا ضروری ہے کہ وہ خالص کاروباری اصولوں اور بینکنگ کے معیارات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس فرق کی مالی امداد کی درخواست مناسب سمجھیں، منظور کریں اور جس کی نامناسب سمجھیں مسترد کر دیں۔

یہ سب جانتے ہیں کہ سرکاری شعبہ میں چلنے والے بہت سے کاروباری ادارے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ چنانچہ انہیں یا تو مسلسل نقصان ہو رہا ہے یا پھر برائے نام

فائدہ اس کے باوجود بنکوں کو سرکاری ہدایات کے ذریعہ مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان اداروں کی مالی ضروریات پوری کریں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے اُد پر بنکوں کے واجبات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

۳۔ نئے نظام کی کامیابی کے لیے یہ بھی ضروری ہوگا کہ حسابات کی جانچ پڑتال کے نظام میں بنیادی اصلاحات کی جائیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل انتظامات قابل غور ہیں:-

ا۔ مالی اداروں کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ جس کاروباری ادارہ کو رقم فراہم کریں۔ اس کے حسابات کی تنقیح کے لیے اپنے تنقیح ساز مقرر کر سکیں۔ اس سے تنقیح سازوں میں تحفظ کا احساس بھی پیدا ہوگا۔ اور وہ اپنے فرائض کی ادائیگی بھی آزادی سے کر سکیں گے۔

ب۔ بنکوں سے مالی امداد کے طلب گار اداروں کے لیے ضروری کیا جائے کہ وہ لاگت کے تعین کا نظام قائم کریں اور اس کی تنقیح بھی کرائیں۔ اب تک زیادہ تر کمپنیاں ایسا نہیں کرتیں۔ چنانچہ تنقیح سازوں کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ مصنوعات پر مختلف قسم کے کیا کیا مصارف کیے گئے ہیں۔

ج۔ مالی اداروں کے تنقیحی شعبہ کو بہت اچھی طرح سے منظم کیا جائے تاکہ یہ دوسری جانچ کے اپنا اطمینان کر لیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ کاروباری ادارے اپنے ریکارڈ سلیقہ سے رکھیں گے اور ہر تیسرے پلچٹے مہینے حاصل ہونے والے نفع کے بارے میں زیادہ صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

د۔ انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹینٹس کو تنقیح سازوں کی دورانی کار تہ بیت کے کورس شروع کرنے چاہئیں تاکہ انہیں یہ ملکہ حاصل ہو جائے کہ وہ نفع چھپانے کے حسابی حیلوں سے واقف ہو جائیں۔

س۔ انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹینٹس کو غیر سودی معیشت کے تقاضوں سے عہدہ بردار ہونے کے لیے ایک نئے تنقیحی نظام کو دریافت کرنے کے لیے تحقیق کرنا چاہیے۔ اس پر جو مصارف آئیں وہ حکومت اور مالی ادارے دونوں مل کر برداشت کریں۔

(ابا قی برصغیر ۲۰۰۰ء)